نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۲۴ جلد ۱۵ | مطبوعہ ۱۶ جون بروز پنجشنبہ ۱۸۸۷ء | قیمت فی پرچہ ۲ پائی | سالانہ معہ محصول ۱۲/ ۰

گلدستہ اخبارات

پنجاب کے چند اضلاع میں خفیف سی بارش ہوئی۔ صحت عموماً عمدہ ہے۔ **شملہ** پر بھی حضرت ہیضہ نے اپنا کام شروع کر دیا۔ دو چار سو آدمی ہضم کر چکے ہیں **ضلع** ہزارہ میں امساک بارش کے سبب پانی کی بہت قلت ہے۔ **اسی** ضلع میں خدا کی قدرت سے ایک پانی کا چشمہ نکلا ہے۔ جو ایک پختہ تالاب ہے۔ اسوقت ہزارہا لوگ اُس سے فیض پاتے ہیں۔ **احاطہ** مدراس میں ہائی کورٹ کی بے پروائی کے سبب ایک شخص سشن جج کے حکم سے پھانسی پاگیا۔ کیونکہ اپیل کے کاغذات طاق نسیان میں دھرے رہ گئے۔ اتفاق سے وہ کاغذات نکلے۔ اُسی وقت سشن جج کے نام تار دیا۔ کہ ملزم کو پھانسی نہ دیجائے۔ مگر اُسوقت تک وہ بیچارہ عدم کو پہنچ چکا تھا۔ (یہہ خون کسکے سر پر ہوگا) **اندنوں** مسٹر مکالف سشن جج سیالکوٹ پر جھوٹی شہادت دینے کے جرم میں ایک مقدمہ دائر ہے۔ **فیض آباد** ریلوے اسٹیشن پر ایک شخص گرفتار ہوا ہے۔ جو لکھنو کو جاتا تھا۔ اور جسکے پاس ایک مقفل صندوق تھا۔ جسکو اسٹیشن ماسٹر نے تڑوا کر دیکھا۔ تو اُس میں سے ایک کم سن بچہ معہ زیورات سے لدا پایا گیا۔ **دہلی** میں ایک یوروپین صاحب بہادر نے اپنی میم صاحبہ پر تین بار بندوق کے فائر کئے۔ خوش قسمتی سے تینوں بار خطا کی۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہے۔ **راجپوتانہ** گزٹ کے ایڈیٹر کو کسی مولوی صاحب نے خبر دی ہے۔ کہ ایک عیسائی مسلمان کیا گیا۔ ایڈیٹر صاحب نے جواب دیا ہے۔ کہ تم جھوٹے ہو اور تمہارا یہہ کام بھی چھی چھی۔ **ایک** اخبار لکھتا ہے کہ لچھمن گڈھ اور فتح پور کے درمیان دو روزہ دار پیاس کی شدت اور دھوپ کی حدت سے مرگئی۔ **سُننے** میں آیا ہے۔ کہ عالی جناب نواب رسالدار جنگ بہادر نے مصر میں ایک شادی کر لی ہے۔ **نور محمد خاں** پسر ولی محمد تھوڑے سے ساتھیوں کو لیکر گشت میں بغاوت پیدا کرنیکی نیت سے آیا ہے۔ **مہر** نیمروز لکھتے ہیں کہ امتحان مڈل پنجاب میں چند عورتیں پاس ہوئیں۔ اب اُنکا خدا ہی حافظ ہے۔ **قیصر** ہند کی سنگی تصویر دو ہزار کی قیمتی لکھنو میں آئی۔ **ایک** اُردو دان پنڈت پرتھی ناتھ نے نوٹس دی کہ لفٹنٹ گورنر پنجاب مجھے ولایت ہمراہ لے چلیں تاکہ وہاں میری تعلیم پوری ہو جاوے۔ **حلب** سے خبر ملی ہے۔ کہ ۹ جون کو دو دفعہ سخت زلزلہ آیا۔ اور دو دفعہ خفیف سی حرکت ہوئی۔

ریلوے اسٹیشن مچ (درہ بولوں) کے بازار میں ۶ تاریخ آگ لگی۔ قریباً ۲۰ مکانات جلکر خاک ہو گئے۔ ۴۰ ہزار کا نقصان خیال کیا گیا ہے۔ **یہاں** پر یہہ مثل عام ہو رہی ہے کہ بولان کی کھٹی آگ اور راہزنوں نے چھتی نار والوں میں جو مس رائٹر صاحبہ کی چوری ہوئی تھی۔ دو ملزم گرفتار کئے گئے۔ جنکا مقدمہ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی عدالت میں پیش ہے۔ ہم اُسکا مفصل حال آئندہ پرچہ میں درج کرینگے۔ فی الحال اسقدر کہے دیتے ہیں کہ اُنمیں سے ایک جو چھیو رہی ہے۔ بالکل بے قصور ہے۔ **بنوں** مشن سکول کا ہیڈ ماسٹر مسٹر بخجن سالی سے شادی کرینکے جرم میں نوکری سے برطرف کیا گیا۔ اگلے ہفتہ اسکی بابت مفصل لکھینگے۔ **ایران** سے خبر آئی ہے۔ کہ روسی صوبہ ہرات کی طرف جنوب میں آہنی سڑک کو وسعت دے رہے ہیں **ایک** ایرانی عیسائی کی زبانی معلوم ہوا کہ ایران میں آجکل سخت قحط ہے۔ **آگرہ** میں ایک لڑکی آئی ہے۔ جسنے بھیڑیے کے غار میں پرورش پائی ہے۔ سکندرہ یتیم خانہ میں بھی ایک لڑکا ایسا موجود ہے۔ جو بھیڑیے کے غار سے ملا تھا۔ **اوس** پیچھے حضرت عام تحریر فرماتے ہیں کہ "کہتے ہیں مہاراجہ دلیپ سنگھ نے پنجابی

نور افشاں

مطبوعہ ۱۶ - جون ۱۸۹۹ء

بقیہ خدا واحد ہی

نہیں تیرا ثانی نہو گا شریک
تیری ذات ہے وحدہٗ لاشریک

باب اوّل

خدا کی ہستی

اولاً - ذات باری کی ہستی کے ثبوت کے لئے چندان دلائل کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - کیونکہ عموماً یہہ خیال پایا جاتا ہے اور دنیا کی تمام قومیں ایک قادر مطلق کی ہستی کی قائل ہیں - میری اِس سے یہہ مراد نہیں - کہ سب حیوان ناطق ایک ہی طریق پر خدا کی ذات کے قائل ہیں - نہیں اِلّا اُسمیں یہہ خیال ہے - کہ ایک خالق ہے جو کل مخلوق کا مدار ہے - وحشی سے وحشی قومیں بھی اِس حقیقت سے الگ نہیں - وہ بھی اپنی ہستی کا مدار ایک اعلیٰ طاقت پر رکھتی ہیں - خواہ اُنکے بیان کی صورت بطور دیگر ہی ہو لیکن نتیجہ کسی قضیہ بسیط کا ہوگا - ہم کو تو صرف حقیقت سے غرض ہے - خیالات سے اِسوقت کچھہ سروکار نہیں - ہمارا کانشنس (ضمیر) ہمکو مجبور کرتا ہے - کہ ہم بضرور ایک اعلیٰ وجود کے جسکی ہستی پر ہمارا مدار ہے - قائل ہو ویں - اِسمیں شاید کسی کا یہہ ہوا و پڑے اور اعتراض کرے کہ دہریہ منکر ذات سبحانہ تعالیٰ ہے - تو پھر ہمکیا مگر دہریہ پن قوم نہیں اور ہماری غرض تو قوم سے ہے - لیکن اگر ایسا ممکن بھی ہو - تو یہہ صرف ہٹ ہوگا - اور کچھہ نہیں - کیونکہ اگر ہٹ دور کیا جاوے - تو وہی ضمیر گل یعنے کانشنس اُسکو قائل کریگا - +

ثانیاً - دنیا کے عام مذاہب کا آپر اودی (سید ھا خیال) ایک نادیدنی اعلیٰ قدرت کی طرف سب کی کشش کرتا ہے صرف مذہب کے نام ہی سے ذات الٰہی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے - و فرض کرو ایک گلا بد اِس کا حیلہ جسکا خیال (اپا سٹرا دری) ہے یا دوسرے الفاظ میں تو ہمات ہمہ اوست کا معتقد کہے - کہ مخلوقات خود بخود ہو گئی - اِسکا بنانے والا کوئی اِس سے الگ نہیں - تو چند الفاظ میں اِسکا جواب یوں ہوگا - اور ہم اُس سے دریافت کرینگے - کہ بھائی بتاؤ گیانی اور اگیانی میں کچھہ فرق ہے یا نہیں - اِسکے جواب میں وہ کہتا ہے کہ فرق تو ہے - مگر صرف یہی کہ گیانی اپنے آپ کو نرگن تخیل کیا جاتا ہے - اور وہ نرگن ایک اعلیٰ شے مخلوقات میں ہے - جو صرف گیان سے حاصل ہوتی ہے - پس ہم کہتے ہیں کہ وہ شے جو گیان سے حاصل ہوتی ہے - وہی سب کچھہ سب میں سب سے جدا سب سے اعلیٰ اور سب کا خالق ہے - اُسیکا نام خدا ہے - +

ثالثاً - مخلوقات کی ہر شے پر نظر ڈالنے سے خالق کی ہستی ثابت ہے چنانچہ حواری پولوس نا معلوم میا میں قوموں کی غفلت پر اُنہیں اِسطرح متنبہ کرتا ہے - کہ جو خدا کی بابت جو کچھہ معلوم ہو سکتا اُنپر آشکارا ہے - کیونکہ خدا نے اُسکو اُنپر آشکارا کیا اِس لئے کہ اُسکی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آتیں - یعنے اُس کی ازلی قدرت اور خدائی دنیا کی پیدائش کے وقت سے خلقت کی چیزوں پر غور کرنے میں ایسی صاف معلوم ہوتی ہے - کہ اُن کو کچھہ عذر نہیں " +

میں اِس بیان کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا صرف تین بلکہ چار اور دلائل مختصر طور پر الٰہی ذات کی ہستی کے ثبوت میں عرض کئے دیتا ہوں +

رابعاً - مخلوقات کی بناوٹ سے ارادہ خالق بنسبت مخلوق ایسا صفائی سے پایا جاتا ہے - کہ بجز اِس کے سوائے قبولیت کے کوئی اور چارہ نہیں - مثلاً آنکھہ یا کان یا دیگر اعضا کی بناوٹ اور اُنکی ضروریات ہر نوع حیوانات کے لئے بضرورت تمام بوضع مختلف - کون کہہ سکتا ہے - کہ آنکھہ خود بخود بنگئی - بھلا ایک بنا تو دیکھو - اے اندھے خیال والو - دیکھو گے کس سے یہہ خالق ہی کی شان ہے جو قدرت سے بنا کر بدن کو روشن کر دیا +

فٹ نوٹ - چونکہ اِن لوگوں میں گیانی بہت ہوتے ہیں - لہذا ایسا اعتراض پر مجبور ہوتے ہیں - منہ

خامساً - ایسے حیوانات جو شہد اور موم اور عجیب عجیب قسم کے گھر بناتے ہیں - اور اُن کی ضروریات کے لئے سب کچھہ اُن کے پاس ہے - تو کیا اے دہریہ اُنکی عقل حیوانی عضوں سے بنتی ہے اے منکر اِ کیا اُنکے عضو عقل حیوانی سے بنتے ہیں - نہیں - بلکہ اُنکی بناوٹ ایک فاعل مطلق کا خیال پیدا کرتی ہے +

سادساً - ہر شے کی پیدائش کے وقت اُسکی خوراک اور ضروریات کا مہیا ہونا - مثلاً انڈا میں بچہ آوے اور اُسکی خوراک بچہ کے لئے پستان کا ہونا وغیرہ خالق کا خیال مخلوق کی نسبت پیدا ہوتا ہے +

سابعاً عالم کی تدبیرات - مثلاً ستاروں - سیاروں - آفتاب مہتاب - زمین کے تعلقات اور حرکات سے - ذات الٰہی کی قدرت کا نقشہ آنکھوں میں کھچ جاتا ہے - بعض سیارے ایسی تیزی سے دوڑتے ہیں کہ عقل حیران ہے - اور اپنے نزدیک آپسمیں رفتار رکھتے ہیں کہ اگر آپس میں ٹکر کھائیں - تو عالم تباہ ہو جائے - ذرا علم ہیئت اِجیالوجی وغیرہ علوم پر نظر ڈالو + باقی آیندہ

شیخ مہر علی

کی نسبت جو کچھہ ہمدردی مسلمانوں نے دکھلائی ہے وہ نہ صرف ظاہری اور دکھلانے کے لئے ہے - بلکہ دلی جوش اور اُنکے مذہبی خیالات کا پورا اثر ہے جس سے یہہ بھی نتیجہ نکلتا ہے - کہ محمدیوں کو کسقدر اپنے مذہب کا پاس ہے - اگرچہ ابھی تک اہل ہنود کہتے ہیں - کہ شیخ مہر علی سراسر قصور وار تھا - مگر جہانتک ہمنے پرائیویٹ اور دوستانہ طور پر محمدی بھائیوں سے دریافت کیا - سب نے حلفاً کہا کہ وہ بے قصور ہے - خیر دلوں کا حال تو خدا جانتا ہے - جو قیامت پر عند التمیز ظاہر ہونگے - مگر جہان چیف کورٹ نے بھی اِس مُعیں کو بری کر دیا جس سے اُن کی عدالت کے سب مداح اور ثنا خواں ہیں - اِس کے ساتھہ ہمارا ہمعصر رفیق ہند بھی کسی طرح کم شکریہ کا مستحق نہیں کیونکہ اُسنے شروع مقدمہ سے آخر تک اِس کو نباہا اگرچہ اُس کو اِس مقدمہ سے سخت صدمہ پہنچا بہت خریداروں نے اخبار چھوڑ دی - تو بھی اُسنے پرواہ نکی - اور

بھی کسی طرحکا مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ خواہ انسانی ہمدردی سے خواہ مذہبی جوش سے خواہ کسیطرح ہو۔ ہم تو اپنے معزز رفیق کو مبارک باد دیکر یہہ کہتے ہیں ۔

آفریں باد بریں ہمتِ مردانہ تو

ہم کو اہل اسلام کا یہہ مذہبی جوش اور قومی ہمدردی دیکھکر رشک آتا ہے۔ کہ ہائے ۔ یہہ جوش اور یہہ ہمدردی عیسائیوں میں کیوں نہیں ۔ ای مسیحی بھائیو ذرا توجہہ کرو خیال فرماؤ تو۔ کہ کیا آپکا فرض نہیں کہ آپ بھی ایسا ہی بلکہ اِس سے بڑھکر ہمدردی اور جوش ظاہر کریں۔ آپ بُرا نہ مانیں آپ کو شرم دلانے کے لئے کہتے ہیں محمدی ایک دوسرے کے خیر خواہ ایک دوسرے کے لئے جان دینے کو تیار ہیں۔ برعکس اِسکے آپ اپنے ہی بھائیوں کے بدخواہ اور جان لینے کو مُستعد ہیں محمدی گرے ہوئے کو اُٹھانے کی فکر کرتے ہیں برخلاف اِسکے آپ جہاں کسی بھائی کو ٹھوکر لگی اور پھر ایک ایسا دھکا دیتے ہو۔ کہ کیا مجال جو وہ اُٹھ سکے یوسف کے بھائیوں کا نمونہ نہ اختیار کرو۔ بلکہ اپنے خداوند پر نگاہ کرو جسنے ہمارے لئے صلیبی موت کو اختیار کیا۔ یہی نمونہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اور پولوس حواری کے قول کو بھی یاد رکھو۔ کہ ای بھائیو تم ایک دوسرے کا بوجھ اُٹھاؤ +

روس کی عیاریوں اور روباہ بازیوں کا چرچا علانیہ

اور کھلم کھلا اُردو اور انگریزی اخبارات میں ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ ناتجربہ کاری کے سبب پورے طور پر اُن تحاریر کے ماننے میں کسیکو کلام ہو۔ مگر جب وسط ایشیا کے معاملات پر غور کیا جاتا ہے تو اُسکی چال بازیاں ایسی ظاہر ہوجاتی ہیں۔ کہ پھر اُنکے ماننے میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی ۔ اسوقت عام واویلا مچ رہا ہے کہ دلیپ سنگھ کا روس میں جانا حکمت سے خالی نہیں ۔ روس میں اِس پنجابی شہزادہ کی موجودگی ہندوستان کے لئے خطرہ کا باعث ہے۔ ممکن ہے کہ بسبب اُس عناد کے جو وہ گورنمنٹ انگلشیہ سے رکھتا ہے۔ وہ ضرور کوشش کریگا کہ روس کی آتشِ عناد کو ہندوستان کے خلاف بھڑکا دے ۔ اور ہندوستان کی زرخیز زمین کے لئے اُس بھیڑئے اور ظالم اژدھا کو اِس طرف کھینچ لاوے۔ اور شاید وہ روس کو اسبات کا بھی یقین دلانے کی کوشش کرے۔ کہ وہ خود روس کی فوجکا سپہ سالار ہوکر ہند پر فوجکشی کرے بایں خیال کہ اہل ہند کے دل دلیپ سنگھ کیطرف ہیں لیکن اہل ہند کے نزدیک یہہ بات این خیال است و محال است جنوں کی مثال سے کچھ کم نہیں ۔ کیونکہ عایا ہند سرکار انگلشیہ کی خیرخواہ اور وفادار رعیت ہے۔ وہ گورنمنٹ انگریزی کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھتی ہے اور روس کی ظالمانہ کارروائیاں مخفی نہیں ۔ ہم کسیطرح اپنی سرکار کے خلاف اُسکے دشمن کی بھلائی میں خوش نہیں ہیں ۔ یہہ بھی یاد رہے ۔ کہ روس پاگل کتے کی طرح جلد باز نہیں کہ جھٹ سے بے صبر ہوکر حملہ کر اوے بلکہ اُسکی کارروائی دیمک سی ہے جو آہستہ آہستہ اپنا کام کئے جاتی ہے۔ اور آخر کار بڑے سے بڑے مضبوط درخت کو گرا دینے پر قادر ہوتی ہے۔ بایں خیال ہمکو کسیوقت اور کسیطرح اِس دیمک کی طرف سے بیفکر نہ ہونا چاہئے کیونکہ اُسکا دیار روز بروز بڑھتا جاتا ہے سرکار پر لازم و فرض ہے کہ سرحد کو ایسا مضبوط و قائم کر دے کہ بہر طور اطمینان ہوجائے ۔ اور کسی قسم کا اندیشہ باقی نہ رہے +

ہمارا معزز رفیق ہند ایک نہ ایک جھگڑا لئے رہتا ہے

ایک کو چھوڑتا ہے۔ دوسرا پکڑتا ہے۔ دوسرا فتح کرتا ہے تو تیسرے پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ اِس میں تو ہم اُسکی تعریف کرتے ہیں ۔ مگر بعض معاملات میں بغیر سوچے سمجھے ہاتھ ڈالدیتا ہے۔ اور بعض صرف مذہبی خیال سے ۔ بہتر ہے کہ رفیق ہند کو رفیق اسلام کے نام موسوم کر دے ۔ کیونکہ عموماً اُسکی کارروائی اِس قسم کی دیکھی جاتی ہے۔ بھلا سوائے اہل اسلام کے اُسنے کسی اور کی امداد پر بھی قلم اُٹھایا ۔ خیر اِن باتوں کے لئے ہم اُسے بُرا نہیں کہتے بلکہ اِس میں اُسکی تعریف ہے ۔ پر بات صرف یہہ ہے۔ کہ بہت کچھ کارروائی اُس کی تعصب سے ہوتی ہے اب سب طرف سے ناکامیاب ہوکر جب اور کچھ نہ دکھائی دیا ۔ تو لودیانہ کے یتیم بچوں کا جھگڑا لے بیٹھا ہے۔ ہم یہہ تو نہیں کہتے کہ کیوں اُسنے ایسا کیا ۔ پر صرف اسقدر کہے دیتے ہیں کہ وہ اچھی طرف نظر ڈالتا ہے۔ دوسرے پہلو پر بسبب تعصب نہیں کچھہ توجہ نہیں کرتا چنانچہ تاریخ کے رفیق ہند میں جو ایک لمبا چوڑا آرٹیکل لودیانہ کے یتیم بچوں کی بابت تحریر کیا ہے اُسمیں کئی ایک باتیں ایسی درج کی ہیں جو صریحاً اُنکے تعصب کو ظاہر کرتی ہیں جو لائق ایڈیٹر کے فرائض کے خلاف ہیں +

(۱) ۔ وہ پادری سی۔ بی نیوٹن صاحب کو زبردستی مدعاعلیہہ بنانا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ وہ کسی صورت سے مدعاعلیہہ ہو نہیں سکتے +

(۲) پھر وہ کہتے ہیں ۔ کہ ” پادری صاحب کو مدعاعلیہہ ہونے کے انکار کے باعث سزا دینی چاہئے تھی “ ۔ یہہ دیکھئے ایک آزاد اور منصف مزاج ایڈیٹر کا انصاف ہے +

(۳) پھر وہ بقول جسٹس سمائیتھ صاحب بہادر اُن بچوں کی والدہ مسماۃ صاحبزادی کو نیک چلن بیان کرتے ہیں حالانکہ یہہ واقعات کے بالکل خلاف ہے +

(۴) ۔ جبتک ابھی تک چیف کورٹ کا کوئی دوسرا فیصلہ ظاہر نہیں ہوا ایڈیٹر صاحب خود ہی فیصلہ دے رہے ہیں ۔ یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ۔ کیونکہ بیجا مذہبی تعصب سے ہمیشہ انصاف کا خون ہوا کرتا ہے +

ہم پہلے بہت کچھ لکھ چکے ہیں ۔ اب پھر دوبارہ کہنا گویا جھگڑے کو ربڑ کی سی بنانا ہے۔ ہم تو صاف کہتے ہیں ۔ کہ جو کچھ عدالت کرے وہ بہر طور ہمکو منظور ہے۔ ہم عدالت کی مخالفت نہیں کرتے اگر وہ بچوں کو اُنکی ماں کے سپرد کر دے ۔ تو ہمیں کیا عذر ہے۔ مگر انصاف نہوگا اگر ایڈیٹر موصوف کے دل میں انسانی ہمدردی ہوتی ۔ تو وہ جان جاتے ۔ کہ بچوں کی بہتری اور آئندہ بھلائی اِسی میں ہے۔ کہ وہ مشن کے متعلق رہکر تعلیم و تربیت حاصل کریں پھر ہم پکار کر کہہ دیتے ہیں کہ وہ بچے اپنی ماں کے پاس جانے کو ہرگز ہرگز راضی نہیں ۔ اُنکو صاحبزادی کے سپرد کرنا سراسر ظلم اور انصاف سے بعید ہے +

ہم مکرر عرض کرتے ہیں ۔ کہ آپ پادری نیوٹن صاحب کو ناحق کوستے ہیں جو کچھ آپکو کہنا ہے عدالتوں کو کہئے ۔ اگر پادری صاحب عدالت کے حکم کے برخلاف کرینگے ۔ تو خود بھگت لینگے ۔ آپ و نظیر علی صاحب

کا ہیکو وا ویلا مچا رہے ہیں۔ لیکن پہلے آپ صبر سے عدالت کا فیصلہ تو دیکھیں بعدہ آپ جو مناسب سمجھیں لکھیں۔ یہہ بالکل نا واجب ہی کہ مقدمہ ابھی عدالت میں ہی۔ اور آپ فیصلہ دے رہے ہیں۔ ہم صرف یہہ کہتے ہیں کہ انصاف کیا جاوے۔ خواہ کسیکے حق میں ہو۔ +

مراسلات

رسالہ عدم ضرورت قرآن پر منشور محمدی کے ریویو کا جواب

ناظرین نور افشاں و منشور محمدی کو معلوم ہوگا کہ یہہ ریویو منشور محمدی مطبوعہ ۱۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۸۵ء نمبر ۲۴ میں شائع ہوا ہی۔ ریویو کی تمہید میں راقم نے اسبات کو وجوہات سے سمجھا ہی کہ مجھے بے وقوف اور جھوٹھا اور بیادہ گو کہے۔ مناسب ہی کہ محمدی پہلے میری باتونکا جواب دیویں اور قرآن کی ضرورت کو ثابت کریں اور پھر جو چاہے کہیں۔ +

راقم ریویو نے عدم ضرورت قرآن پر الحمد سے ریویو لکھنا شروع کیا ہی گویا کہ آمین تک اسکا جواب لکھینگے کیونکہ کسی تحقیقی جواب کی جو قرآن کو کتب مقدسہ سے افضل اور ضروری ثابت کرے شوق سے انتظاری کریگا۔ پر اگر جواب ایسے ہی ہوں جیسے منشور محمدی نے پہلے دیئے تھے اور یا جیسا یہہ ریویو ہی تو دلالت ہے کہ قرآن کی اور بھی خرابی ہی نظر آتی ہی۔ کیونکہ جسحال میں قرآن نے توریت اور انجیل کو خدا کیطرف سے مانا ہی تو اس سے اپنے پیروں پر آپ ہی کلہاڑا مارا ہی۔ اُن کو الہامی ماننا اور پھر اُنکے مضامین نا واقف بکر منی لغت یا غلطیاں کرنا بڑے غضب کی بات ہی دیباچہ کی پہلی سطر پر آپنے منشور محمدی کے چار صفحہ لکھہ مارے ہیں اور خلاصہ آپکی تحریر کا یہہ ہی کہ مجھے خدا کی تعریف نہ کرنی چاہئے اور نہ اُسکو خالق ماننا چاہئے کیونکہ عیسائی مسیح کو خدا اور خالق مانتے ہیں حالانکہ انجیل سے اسکی الوہیت ثابت نہیں ہی یعنے انجیل میں مسیح نے اپنی الوہیت کی تعلیم نہیں دی ہی۔ کیا سو بحر راقم ریویو نے یہہ لکھا ہی جسے واضح کرونگا پہلے ان باتوں کو دریافت کرنا مناسب ہی سو واضح ہو کہ انجیل مقدس نے ہمیں تاکید فرمایا ہی کہ خدا کے خالق ہمیشہ ستائش کے لائق (رومیوں ۱: ۲۵) اور کہ اُسی نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھہ اُنمیں ہی پیدا کیا (اعمال ۱۴: ۱۵) لہذا خدا کی تعریف میں جو کچھہ از نجانب شروع کتاب میں لکھا گیا ہی انجیل کے موافق ہی اور آپکی ریویو رائگاں ٹھہری +

پھر مسیح کی الوہیت کے برخلاف آپنے سوسی نی ان فرقہ کی تاویلیں پیش کی ہیں۔ یہہ لوگ اپنے خیالونکی خاطر مسیح کی عبارتو اسیطرح الٹ پلٹ کر چکے ہیں اور جواب بھی پاچکے ہیں +

قولہ۔ جو الفاظ حضرت مسیح کی الوہیت پر ظاہرا دلیل ہو سکتی ہیں۔ یا معجزے جو بیرون از طاقت بشری کتاب بائبل میں مذکور ہیں نہ وہ الفاظ حقیقی معنے میں ہیں نہ معجزات کسی دوسرے انسان کے ہاتھہ سے ہونے محال۔ مثلاً۔ +

ایسے الفاظ کی جو حضرت مسیح نے کہا کہ میں خدا سے نکلا اور آیا ہوں ساتھہ ہی مراد بتلانے کے واسطے فرمایا کہ میں آپ سے نہیں آیا پر اُسنے مجھے بھیجا ہی۔ یوحنا آیت ۴۲ باب ۸ ۔۔۔۔ اُنہوں نے اپنی نسبت خدا سے نکلنے اور آنے کہنے کی وجہہ اپنی فرستادگی خدا تعالی کیطرف سے بتلائی وغیرہ۔ +

اقول۔ واضح ہو کہ ان الفاظ میں کہ میں باپ سے نکلا اور آیا ہوں دو باتیں ظاہر ہیں۔ ایک یہہ کہ میں باپ سے نکلا ہوں یعنے آیا بھیجے جانے سے پہلے ہوا۔ اور پھر یہہ الفاظ کہ میں آپ نہیں آیا پر اُسنے مجھے بھیجا ہی اُس آنے کے متعلق ہیں یعنے جب میں نکلا ہوں میں آیا اور اپنے تئیں آیا ہاں پر باپ نے بھیجا تو آیا ہوں۔ لہذا وہ مراد جو آپنے باپ سے نکلنے کی بتلائی ہی متن سے بالکل دور ہی۔ خدا سے نکلنے سے مراد فرستادگی نہیں۔ کیونکہ فرستادگی کے لئے اور الفاظ ساتھہ ہی فرمائے ہیں۔ یعنے آیا ہوں۔ اور باپ سے نکلنا بجائے خود ہی اور ظاہر کرتا ہی کہ مسیح نے باپ کے ساتھہ اپنا کیا رشتہ بتلایا

قولہ۔ اسی طرح حضرت مسیح نے اپنے قول کی کہ میں اور باپ ایک ہیں اور یہہ کہ باپ مجھہ میں ہی اور میں اُسمیں ہوں تصریح کر دی کہ مخصوص ہونے اور حکموں کی حفاظت کرنیکا ارادہ کیا گیا ہی جس سے اُنکے ظاہر معنے مراد لینے والونکا رد ہو گیا۔ یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہہ نہیں لکھا ہی کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اُسنے اُنہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو۔ تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہی کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ یوحنا ۱۰: ۳۳-۳۶ +

اقول۔ یہہ باطنی مراد جو آپنے نکالی ہی مسیح کے مطلب کے بالکل برخلاف ہی۔ اُن فقروں سے مسیح کی یہہ مراد نہیں ہی کہ میں مخصوص ہونیکے سبب سے کہتا ہوں کہ میں اور باپ ایک ہیں وغیرہ کیونکہ مخصوص ہونیکی بابت جو تقریر مسیح نے یہودیوں سے کی وہ اُنکے الزام کفر کو دور کرنے کے واسطے ہی یعنے اگر میں خدا سے مخصوص کئے جانے کے سبب اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہتا ہوں تو نزدیک کتاب کفر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اُنکو جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہتی ہی۔ لہذا جسحال کہ میں اور باپ ایک ہیں اور باپ مجھہ میں اور میں اُس میں ہوں تو کیونکر کفر لازم آتی جو ان الفاظ سے تو مسیح نے باپ کے ساتھہ اپنا ایک نرالا رشتہ بیان کیا۔ ہاں اپنے میں الوہیت کا دعوی کیا۔ اور یاد رہے کہ یہودی لوگ مسیح کے الفاظ سے یہی مراد سمجھے تھے کیونکہ اگر وہ مسیح کی باتوں سے مخصوص ہونیکی مراد سمجھتے تو پھر ان باتوں کے سبب دوبارہ اُسے پکڑنا نہ چاہتے اُنکی سمجھہ کو اپنی سمجھہ پر کیونکر ترجیح دیویں +

علاوہ اِسکے معلوم ہو کہ مسیح نے اپنے الفاظ کو کہ باپ مجھہ میں اور میں اُسمیں ہوں اپنے میں باپ کے کاموں سے واضح کیا نہ کہ مخصوص ہونیکے سبب سے چنانچہ اُسی تقریر کے آخر میں فرمایا ہی کہ اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو مجھہ پر ایمان مت لاؤ۔ لیکن اگر میں کام کرتا ہوں تو اگرچہ مجھہ پر ایمان نہ لاؤ تو بھی کاموں پر ایمان لاؤ تاکہ تم جانو اور یقین کرو کہ باپ مجھہ میں ہی اور میں اُسمیں ہوں۔ اور کہ ان الفاظ سے مسیح نے اپنے میں خدائی کا دعوی

جناب ایڈیٹر صاحب

تسلیم- جو رسالہ کہ آپ نے رسالہ شحنہ حق پر نور افشاں مطبوعہ ۲۶- مئی سنہ ۱۸۸۸ع میں طبع فرمایا ہو وہ اگرچہ مختصر ہی- لیکن بہت ہی عمدہ ہو مگر صرف ایکہی بات اُسمیں رہ گئی جسکا بیان کرنا میرے نزدیک ضروری تھا- اور وہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کا الہام ہی- لہذا اُس کسر کو پورا کرنے کے لئے چند سطور لکھکر پیش کرتا ہوں براہ نوازش اِسکو اپنے اخبار گوہربار میں درج فرماکر ممنون منت فرمائیے +

رسالہ شحنہ حق

اور

مرزا غلام احمد صاحب کا الہام

اول- مرزا صاحب رسالہ مندرجہ عنوان کے صفحہ ۵۶ کی سطر ۱۳ سے صفحہ ۵۷ کی سطر ۷ تک اپنا الہام یوں تحریر فرماتے ہیں- **قولہ**- ایک اپنے زمینداری مقدمہ کی نسبت جو شرکا کے ساتھ دائر تھا اور کئی سال مختلف عدالتوں میں ہوکر چیف کورٹ تک پہنچا- + **مجھے دُعا کرنے کے بعد یہہ الہام ہوا تھا**- اجیب کل دعائک الا فی شرکائک یعنے میں تیری ساری دعائیں قبول کرونگا مگر شرکا کے بارے میں نہیں سو آخر اُس مقدمہ میں **شرکا کو فتح ہوئی** اول اول تو ابتدائی عدالتوں میں شرکار مغلوب رہے- پر **آخر چیف کورٹ میں قطعی طور پر فتح پا گئے**- شاید پچاس سے زیادہ لوگوں کو اِس الہام کی خبر ہوگی اور منجملہ اُنکے پہلا لالہ صاحب (یعنے لالہ شرمپت رائے) بھی ہیں- **جن کو شروع مقدمات کے ابتدا میں ہی یہہ الہام سُنا دیا گیا تھا**- +

الف- اب غور طلب بات ہی کہ آیا جو مقدمہ مرزا صاحب نے شرکار سے کیا تھا- وہ جب یعنے حق بجانب مرزا صاحب تھا- یا غیر واجب اور حق بجانب اُنکے شرکار کے تھا +

ب- بفرض اول اگر اِس مقدمہ میں حق بجانب مرزا صاحب ہی تھے تو خدا کا مرزا صاحب کی دُعا کو قبول نہ فرماکر مرزا صاحب کی حق تلفی کرنا ثابت ہوگا جو اصدق الصادقین کے انصاف سے بعید ہی- +

ج- اور بفرض ثانی اگر اِس مقدمہ میں مرزا صاحب کا کچھ حق نہ تھا کہ شرکار سے مقدمہ کریں- اور اُس ناحق کی پیروی داری کے لئے خدا کو بھی اپنا مددگار بنائیں- تو کیا یہہ عمل پاک لوگوں خصوصاً صاحب الہام کے شایاں ہی کہ اس طرح لوگوں سے خوانخواہ مقدمات کرکے اپنی ایسی بیجا حرکت میں خدا کو بھی مددگار بنانے کی کوششیں کیا کرے الانصاف بذمہ ناظرین ہے

س- پھر اگر شروع مقدمات کے ابتدا میں ہی یہہ الہام سُنا دیا گیا تھا کہ جیسا آپ رقمطراز ہیں- کہ شرکا کے بارے میں تیری دُعا قبول نہیجاویگی- تو پھر مرزا صاحب نے ناحق مقدمات میں تکلیف کیوں اُٹھائی اور شرکار کو بھی ایسی تکلیف کیوں دی اور کیوں راضی برضا الہی نہ ہوئے کہ چیف کورٹ تک نوبت پہنچی- سو یہہ بھی تین امروں سے خالی نہوگا-

اول- شروع مقدمات کے ابتدا میں ہی یہہ الہام نہیں ہوا ہوگا- آپکا فرمانا کہ شروع مقدمات کے ابتدا میں یہہ الہام ہوا تھا سو غلط ہی +

دویم- اگر مان لیا جاوے کہ شروع مقدمات کے ابتدا میں ہی یہہ الہام ہوا تھا تو ضرور ماننا پڑیگا کہ مرزا صاحب کو اپنے اِس الہام کا کچھ بھی اعتبار نہیں ہوا ہوگا ضرور اُسکو غیر معتبر تصور فرمایا ہوگا- کیونکہ اگر یہہ الہام اُنکے نزدیک معتبر ہوتا تو بیجا تکلیف اور کارروائی سے بچے رہتے اور جب اِس الہام کو غیر معتبر و صداقت سے خالی جانا ہوگا تو یقین نہیں کہ کسی سے کہا بھی ہو کہ شرکا فتح پا جاوینگے +

سویم- ممکن ہی کہ مرزا صاحب کو الہام بھی ہوا ہو اور اُسکو انہوں نے معتبر اور سچا سمجھکر مشتہر بھی کیا ہو لیکن چونکہ شرکار سے کچھ دشمنی بسبب تنازعہ کے ہوگئی تھی جیسا کہ عوام میں روزمرہ ظہور میں آیا کرتی ہی اور اگرچہ بذریعہ الہام یہہ جانتے تھے کہ میری دُعا قبول نہیں ہوئی شرکار حق پر ہیں اور اِس سبب خدا میری مدد نہیں کرتا اور خدا اُنکا مددگار ہی وہ ضرور فتح پا دینگے پر تو بھی دشمنی اور دل کے بخار کے سبب کارروائی کو اِسلئے جاری رکھا ہوگا کہ شرکار کو کچھ یونہیں حتی کہ چیف کورٹ تک خراب و خستہ حال کرلینا چاہئے آخر وہ اِس مقدمہ میں جیت تو جاوینگے کیونکہ خدا نے میری دُعا قبول نہیں کی پر کچھ تو صاحب الہام کا دھکا یہہ بھی یاد رکھیں +

ص- مرزا صاحب کا باوجود الہام پانے کے کہ خدا اِس مقدمہ میں میری مدد نہیں کریگا کہ اُسنے میری دعا شرکار کے بارے میں قبول نہیں کی پھر بھی شرکار سے راضی نامہ نکر لینا حتی کہ چیف کورٹ تک وہ اپنی حقرسی کے واسطے پہنچے اور وہاں بھی فتح پا گئے- اِس سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ صاحب الہام نے نہ صرف شرکار سے بدسلوکی کی بلکہ الہام بخشنے والے خدا سے بھی باغی ہوکر اُن بیچاروں کو دُکھ دیا جنکا مددگار خود خدا تھا +

ط- مرزا صاحب کا الہام یا مرزا صاحب کی دعا کا جواب جس کو وہ خدا تعالی کیطرف سے دیا گیا بتاتے ہیں- سو یہہ ہی میں تیری ساری دعائیں جو تو نے کیں قبول کرونگا پر شرکا کے بارے میں نہیں- اِس سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ اِس قسم کی ساری دعائیں اور لوگوں کے حق میں تو مرزا صاحب کی قبول ہوا کرینگی فقط شرکار بری کئے جاوینگے- حاصل کلام اِسکا یہہ ہی- کہ اگر مرزا صاحب شرکا کی حق تلفی کے لئے دُعا کرینگے تو قبول نہیں ہوگی- مگر دوسروں کی حق تلفی کے لئے اگر ملہم صاحب دعا کرینگے تو قبول ہوا کریگی +

تو پس صاحب الہام کی دُعا کا اثر خدا پر ایسا جابرانہ معلوم ہوتا ہی کہ خدا کے انصاف اور رحم کو صرف اُنکے شرکا تک محدود کرکے دوسروں سے بالکل برطرف کرتا ہی- پس جسطرح مرزا صاحب اپنے شرکار کے حق میں خدا کو بے انصاف و بے رحم بنانے کی کوشش فرماتے تھے اُسمیں تو وہ کامیاب نہوئے- لیکن ضرور خیال ہے کہ اگر وہ دوسرونکے حقمیں ایسی سعی فرما دینگے تو ضرور نقصان پہنچائے بغیر

نہ لینگے۔ کیونکہ اُن سے یہہ وعدہ ہو چکا ہی خدا کو اگر اپنے انصاف ورحم وصداقت سے انکار کرنا پڑے تو پڑے لیکن یہہ وعدہ خلافی ہرگز نہ ہوگی کہ میں تیری ساری دعائیں جو تو نے کئیں قبول کرونگا۔ پرش کار کے بارے میں نہیں۔ لیکن جیسا کہ ملہم صاحب ہی جانتے ہونگے کہ شرکار پر ایسی مہربانی کیوں ہوئی جو دوسرے پر نہیں ہوگی +

دویم ۔ مرزا صاحب کے اُس دوسرے طعن پر بھی ضرور غور فرمائی جاوے جو اُنہوں نے رسالہ شحنۂ حق کے صفحہ ۴۷ کی پہلی سطر سے آریوں کے رشیوں کے الہام پر کیا ہی +

قولہٗ ۔ کیا اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وید کے رشی الہام الٰہی سے بالکل بے بہرہ تھے جنکی ہزاروں دعاؤں کا خاک بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ الٹی ہیں۔ **الہامی دُعا کا ظہور میں نہ آنا اُس الہام کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہی** ۔ پس اگر یہہ فرمانا مرزا صاحب کا بجا و درست ہی جیسا کہ ہمارے نزدیک بھی بالکل درست ہی تو کیا مرزا صاحب کی دُعا کا حسب منشا اُنکے ظہور میں نہ آنا یعنے مستجاب بدرگاہ الٰہی نہ ہونا مرزا صاحب کے الہام کے دعوی کو بھی باطل کرتا ہی یا نہیں۔ چاہیئے کہ ناظرین خود انصاف فرما کر فیصلہ دیں +

اب جناب مرزا صاحب کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ جب آپ کوئی الہام قلمبند فرمایا کریں تو پہلے چند ہوشمند دوستوں سے درست کرا لیا کریں کیونکہ جسقدر آپکے الہام طبع ہو چکے اور چھپے گئے ہیں وہ سراسر غلطیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور کسی صورت سے آپ ملہم شخص ثابت نہیں ہو سکتے۔ + فقط

راقم ۔ پادری ٹامس ہاول بشیر از پنڈ داد نخاں

منقولات

چونکہ آجکل گرمی کے باعث طبیعتیں ذرا حیران سی ہتی ہیں اور جی گھبراتا رہتا ہی ہم اپنے ناظرین کی خوش طبعی اور دل لگی کے ذیل میں اخبار مہر نیمروز بجنور سے ایک آرٹیکل درج کرتے ہیں۔ لطف سے خالی نہیں +

زنانہ مشن اسکول

مکالمہ

دو کمسن لڑکیوں رشیدی بیگم اور جواہر خاتون اور اُن کی بوڑھی مغلانی پیاری کے جو خیالات زنانہ مشن اسکول اور تعلیم نسواں کے بارے میں ہیں وہ سُننے کے لائق ہیں +

رشیدی ۔ ای بہن جواہر خاتون یہہ صبح و شام ہمارے مکان کے نیچے سے جو دو تین خوب صورت عورتیں ڈولیوں میں جایا کرتی ہیں یہہ کون ہیں۔ +

جواہر ۔ ای ہاں بہن۔ دو ایک مرتبہ میں نے بھی کوٹھے پر سے جھانکا ہی تو میں نے بھی اُنہیں دیکھا ہی۔ گوری گوری ہیں نہ سرخ سفید ایک رنگ سے درست۔ اپنے آپ کو بہت بنائے سنوارے رہتی ہیں جالی کے دوپٹے سر و سینہ پر ہوتے ہیں اور ڈولیوں کے پردے اُٹھے ہوئے۔ ہی نہ۔

رشیدی ۔ ہاں ہاں وہی۔ اللہ جانتا ہی ہمیں تو کوئی مُسلمی معلوم ہوتی ہیں کسی نواب کے یہاں مجرا کرنے جاتی ہونگی +

جواہر ۔ اور کیا وضع قطع سے تو یہی ٹپکتا ہی مگر مجرا ایک روز ہوا دو روز ہوا۔ بارہ مہینے مجرا ہی کرنے جاتی ہیں۔ کوئی تقریب ہو۔ کوئی تہوار ہو تو خیر یہہ بھی گمان ہو سکتا ہی ایسا کونسا نواب ہی موا آنکھوں کا اندھا گانٹھ کا پورا۔ جو روز نئے مجرے سنتا ہی۔ +

رشیدی ۔ ہاں یہہ خیال تو ہمیں بھی ہوتا ہی۔ پھر کون ہیں اچھا آؤ پیاری سے پوچھیں اُسے معلوم ہوگا۔ یہہ باہر کی آنے جانے والی ہیں۔ (کوٹھے پر سے) پیاری پیاری۔ اِی پیاری اری کیا مر گئی۔ +

پیاری ۔ آئی حضور (دھم دھم کوٹھے پر چڑھکر) ارشاد۔

رشیدی ۔ یہہ دو تین عورتیں جو ہمارے مکان کے تلے سے ڈولیوں میں جایا کرتی ہیں یہہ کون ہیں +

پیاری ۔ ای حضور یہہ مسیں ہیں۔ مدرسہ کو جایا کرتی ہیں

جواہر ۔ مَسیں کیا (بالفتح میم) ہم نہ سمجھے۔ تم تو پہیلیاں بجھوانی ہو بی مغلانی۔ +

پیاری ۔ حضور یہہ بڑے بڑے بابوؤں کی لڑکیاں ہیں جو مدرسہ میں پڑھاتی ہیں۔

رشیدی ۔ ای اوئی۔ کیا مردوں کو پڑھاتی ہیں۔ +

پیاری ۔ (مسکرا کر) نہیں حضور لڑکیوں کو۔ یہہ مدرسہ ہی نہ ننھے میاں کی گلی میں۔ +

جواہر ۔ اوئی میرے اللہ۔ اب لڑکیاں بھی مدرسوں میں جانے لگیں آگ لگ گئی موئے زمانہ کو۔

پیاری ۔ کیوں حضور ڈر ہی کیا ہی۔ وہاں کوئی مردوا تھوڑی ہوتا ہی۔ +

رشیدی ۔ ای وہ مردوا نہیں سہی۔ اِن موئی میموں کی صحبت میں بیٹھنا کیا کوئی اچھی بات ہی اللہ جانتا ہی ہماری اماں جان تو کبھی ایسوں کے پاس ہمیں کھڑا بھی نہ ہونے دیں۔

جواہر ۔ ہاں یہہ سچ تو ہی جو لڑکیاں اِنسے پڑھتی ہونگی اُنہیں بھی یہی شوق پیدا ہوتا ہوگا۔ کہ ہم بھی ایسے ہی کپڑے پہنیں۔ ایسے ہی دوپٹے اوڑھیں ایسی ہی بے پردہ ڈولیوں میں چپ چپ ہی پھریں۔

رشیدی ۔ اور اچھا انکا مذہب کیا ہی بی مغلانی مسلمان ہیں نہ۔ پر مسلمان ہوتیں تو اسطرح بے پردہ نہ پھرتیں۔ ہندو ہونگی شائد۔ +

پیاری ۔ ہندو نہ مسلمان یہہ کرسٹان ہیں بیوی +

جواہر ۔ جنہیں کرانی کہتے ہیں۔ +

پیاری ۔ جی حضور +

رشیدی ۔ اللہ توبہ۔ تب تو اِن سے اور بھی دور بھاگنا چاہیئے۔ یہہ تو لڑکیوں کو اپنے دین میں کر لیتی ہونگی۔ کیوں پیاری +

پیاری ۔ ہاں پھر یہہ تو ہی ہی۔ اِس مطلب کیواسطے تو وہ پڑھاتی ہی ہیں ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ وہ جا لنصاحب

ٹھے نہ بھلا سا نام تھا - وہ جنگل تو لوہیں سے تھے - خیر آن کی دو لڑکیاں ایسی مدرسہ میں پڑھتی تھیں - اے بس ایک روز دونوں کرستان ہوگئیں اور کہنے منہ اُنہیں سوں کے ساتھ گرجا میں چلی گئیں اُن بیچارے خالہ صاحب کو اس قدر غیرت آئی کہ رات کو دونوں میاں بی بی زہر کھا کے سو رہے اور صبح کو مُردہ نکلے -

جواہر - یا میرے اللہ بچائیو +

رشیدی - اُف بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اُس وقت -

جواہر - افسوس ایک شریف خاندانی کی جوان لڑکیوں کا مذہب بدل کر گھر سے نکل جانا قیامت ہے -

رشیدی - اور پھر لوگ اندھے بنکر اپنی لڑکیوں کو اُسی مدرسہ میں بھیجے جاتے ہیں +

پیاری - اے حضور پھر اب کیا کریں - سب امیر تھوڑا ہی ہیں کہ اپنے گھر ملانی بٹھلا کر پڑھوائیں - +

رشیدی - کیوں اسیں امیر غریب کی کیا بات ہے ہمارے یہاں ایک بی ملانی پڑھاتی تھیں تو محلہ کی بیسیوں لڑکیاں اُن سے مفت پڑھنے آیا کرتی تھیں کوئی قرآن شریف پڑھتی تھی کوئی کنز المصلی - کوئی راہ نجات - کوئی نور نامہ اور ہم سے تو خود بھی پڑھنا آگیا ہاں لکھنا نہیں آتا +

پیاری - اے حضور آجکل کوئی ملانیوں سے پڑھواتا بھی تو نہیں کہتے ہیں مدرسوں کی پڑھی ہوئی لڑکیاں بہت ہوشیار ہوتی ہیں - +

جواہر - کیوں مدرسہ میں کیا بات ہے - وہاں بھی تو آخر یہی کتابیں پڑھائی جاتی ہونگی -

پیاری - نہیں حضور وہاں فارسی پڑھائی جاتی ہے اور انگریزی +

رشیدی - اے توبہ انگریزی بھی - کیا نوکری کرینگی -

پیاری - ہاں نوکری تو کرینگی ہی - کہتے ہیں کئی عورتیں ڈاکٹر ہوگئیں یہاں پانسو روپیہ کی -

نادری - جھوٹے پر خدا کی مار اور کرستانوں کی پھٹکار -

رشیدی - بس تو اب عورتوں کا سر پیر کا ہیکو رہیگا - اور اپنے برابر تھوڑا ہی سمجھینگی کسیکو +

پیاری - ہاں پھر یہہ بات تو ہی ہی حضور - ابھی کل کا ذکر ہے بڑے حضور کے پاس ایک آدمی اخبار لئے بیٹھا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ بمبئی میں ایک پڑھی ہوئی لڑکی تھی - بھلا سا نام لیا کچھ بائی - بائی - +

نادری - رکمی بائی تو نہیں -

رشیدی - اے تو نام کو ہنے دو - تم بات کہو ہاں پھر کیا ہوا - +

پیاری - اے اب کیا کہوں حضور - وہ کچھ پڑھی لکھی بھی تھی اے بس ایکا ایکی خاوند کو طلاخ (طلاق) دے بیٹھی اب خدمے (مقدمے) ہو رہے ہیں -

نادری - بہت خوب (خوب) -

جواہر - (ہنسکر) کیا خاوند کو طلاق دے بیٹھی - یا خاوند نے اُسے طلاق دیدیا - تم تو کھلا کیوں گئیں بی مغلانی - کہیں عورتیں بھی مردونکو طلاق دیا کرتی ہیں -

پیاری - اب لے حضور کو تو یقین ہی نہیں آتا - میں عرض کروں نہ کہ انگریزی پڑھی ہوئی عورتیں خاوندونکو طلاق دیسکتی ہیں جب ذرا لڑائی جھگڑائی ہوئی یا ناپسند آیا چھوڑ دیا - یہی تو ایک بُرائی ہے انگریزی پڑھنے والیوں میں +

رشیدی - آگ لگے ایسی انگریزی کو - بڑا غضب ہوا ہوگا - +

پیاری - ہاں پھر غضب تو ہونا ہی تھا کچہری دربار میں کھچی کھچی پھری - اخباروں میں تو نام چھپ گیا -

رشیدی - توبہ توبہ خدا بچائے -

جواہر - اے بہن اُسکے ذکر کو جانے دو کچھ اور باتیں کرو - +

نادری - بہت بہتر اب ہم بھی رخصت ہوتے ہیں لیجئے خدا حافظ

راقم

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش
من انداز قدت را مے شناسم

از جالندھر

مزید الطیفہ

ریلوے دفتر میں ایک بابو صاحب سے لمپ کی چمنی ٹوٹ گئی - بابو صاحب تھے ہوشیار آدمی - سمجھ سوچکر اپنے افسر کو چٹھی لکھی کہ میز پر لمپ رکھا تھا - ایک پتنگا اُسپر آکر جا بیٹھا - اور اسقدر صدمہ اُسنے چمنی کو پہنچایا کہ وہ گر کر ٹکڑے ہوگئی - براہ عنایت گودام سے ایک چمنی اور عنایت فرمائی جائے - صاحب بہادر اُنکے بھی اُستاد تھے تاڑ گئے کہ معاملہ کیا ہے - قلم اُٹھایا اور جواب لکھدیا - کہ میں بڑے افسوس کے ساتھ آپکو اطلاع دیتا ہوں - کہ وہ اعلیٰ پتنگے آپکے بیڈ ہب دشمن ہوگئے ہیں - ایک پتنگے نے وہاں آپکی چمنی توڑی - دوسرے پتنگے اُسکے بھائی نے میز پر آکر آپکی تنخواہ کے روپیہ میں سے ۱۰ رکھا لئے اور چمنی دوسری بھیجی جاتی ہے - +

بقیہ رُوئداد جلسہ عام میونسپل کمیٹی لودیانہ

نمبر ۲۰ - روبکار صاحب سول سرجن لودیانہ شعر مطالبہ انعام ۱۰۰ روپے برکت علی جمعدار شفاخانہ چیچک کا کرنا جو اس کام ٹیکا بابت سال گذشتہ - تجویز ہوئی کہ ۱۰ روپیہ صرف جمعداران اور دو حصہ دار تا نور خان متوفی کو لیا جاوے کیونکہ نور خان نے بھی شامل اُنکے خدمت کی تھی +

نمبر ۲۱ - بجٹ سنہ ۱۸۹۰ و ۱۸۹۱ حصہ دو میونسپل لودیانہ منظور ہوکر آگیا ہے تعدادی ۱۰۰ روپے رقومات مندرجہ فرد بجٹ مذکورہ - تجویز ہوئی کہ کاغذات جو بانتظار بجٹ رکھے گئے ہیں وہ ہمراہ اسکے آئندہ جلسہ میں پیش ہوں

نمبر ۲۲ - روبکار صاحبان آنریری مجسٹریٹ لودیانہ بابت تعمیر کمرہ برائے خود جو بذریعہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر موصول ہوئی نیز کاغذات سابقہ و نیز یہہ بھی ذکر کیا کہ جناب مسٹر کارسٹیفن صاحب پریزیڈنٹ لالہ ہری کل آئے تھے فرماتے تھے کہ اگر مسٹر بنٹن صاحب اگزیکٹو انجنیئر سے مشورہ کر کر یہہ مکان بنایا جاوے تو مناسب ہے اور امید ہے کہ صاحب موصوف خوشی سے مشورہ دیوینگے تجویز ہوئی کہ بذریعہ روبکار بخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گذارش کیجاوے کہ معرفت مسٹر بنٹن صاحب بہادر اگزیکٹو انجنیئر یہہ تجویز کرائی جاوے کہ موجودہ خوبصورتی میونسپل ہال کی موجود رہے - **نمبر ۲۳** - درخواستہائے گمٹیان چھوٹو دروازہ مجمل وغیرہ کہ محصول جانے ۱/۲ فیصدی مالیت کے بحساب عجب فی پڑاؤ لیا جاوے - تجویز ہوئی کہ سوالات گمٹیداران سب کمیٹی تعمیر کے سپرد ہوکر اسکے بعد لے کی جاوے +

اشتہار

ازعدالت مسٹر کارشیفن صاحب بہادر ڈسٹرکٹ جج لودیانہ و منتظم جائداد ناداران -

بمقدمہ نمبر ۱۲ مرجوعہ ۲۷ مئی ۱۸۸۷ء

مسمیان سنتا رومل و کورمل اصالتاً و ولی سرپرستان ساگرام نابالغ پسران سنومل بانیہ بحکانے ماچھیواڑہ ناداران - درخواست ناداری مشتہر قرار دیئے جانے دیوالیہ حسب دفعہ ۳۴۴ ضابطہ دیوانی +

جوکہ مسمیان سنتارومل و کورمل اصالتاً و ولایت منجانب ساگرام نابالغ قوم بانیہ ساکن ماچھیواڑہ ناداران نے درخواست ناداری حسب دفعہ ۳۴۴ ضابطہ دیوانی مشتہر قرار دیئے جانے دیوالیہ عدالت ہذا میں پیش کرکے جائداد خود مالیتی ۹۶۱۳ کا اور قرضہ زگی خود مالیتی ۱۲ کا لکھایا ہے اس لئے عدالت ہذا سے تاریخ پیشی ۲۷ جون ۱۸۸۷ء واسطے سماعت عذرات فریقین مقرر ہوکر بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاتا ہے کہ جس کسی قرضخواہ کو نسبت ناداران مذکور کے دعویٰ ہووے وہ بتاریخ مذکور الصدر حاضر عدالت ہوکر ثابت کرے والا نہ بصورت غیر حاضری ہر ایک قرضخواہ کا قرضہ حسب فرد مدخلہ نادار صحیح متصور ہوکر کارروائی یکطرفہ کیجاویگی نقل فرد جائداد و فرد قرضہ کی برائے ملاحظہ جملہ قرضخواہان دروازہ عدالت پر چسپان کی گئی ہے + فقط +

مہر عدالت　　　دستخط صاحب ڈسٹرکٹ جج لودیانہ

اشتہار

بمقدمہ نمبر ۱۳ مرجوعہ ۲۷ مئی ۱۸۸۷ء

مسمی صوبا پسر منومل بقال سکنہ ماچھیواڑہ نادار - درخواست ناداری حسب دفعہ ۳۴۴ ضابطہ دیوانی مشتہر قرار دیئے جانے دیوالیہ +

جوکہ مسمی صوبا پسر منومل بقال سکنہ ماچھیواڑہ نادار نے درخواست ناداری حسب دفعہ ۳۴۴ ضابطہ دیوانی مشتہر قرار دیئے جانے دیوالیہ عدالت ہذا میں پیش کرکے جائداد خود مالیتی ۱۹۱ کا قرضہ زگی خود مالیتی ۴ کا لکھایا ہے اس لئے عدالت ہذا سے تاریخ پیشی واسطے سماعت عذرات فریقین ۲۷ جون ۱۸۸۷ء مقرر ہوکر بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ جس کسی قرضخواہ کو نسبت نادار مذکور کے دعویٰ ہووے وہ بتاریخ مذکور حاضر عدالت ہذا ہوکر اپنا دعویٰ ثابت کراوے ورنہ بصورت غیر حاضری ہر ایک قرضخواہ کا قرضہ حسب فرد مدخلہ نادار صحیح متصور ہوکر کارروائی یکطرفہ کیجاویگی - نقل فرد جائداد و فرد قرضہ کی برائے ملاحظہ جملہ قرضخواہان عدالت کے دروازہ پر چسپان کی گئی ہے - فقط

مہر عدالت

دستخط صاحب ڈسٹرکٹ جج لودیانہ

شعر و سخن نمبر ۳

مصرع طرح

نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوگا

غزل

طبعزاد منشی فضل الرحمان متخلص نایاب

عشق عیسیٰ جو میرے دل میں نمایاں ہوگا　　سینہ جوں مطلع خورشید درخشاں ہوگا

خواب میں آکے میرے گھر جو وہ مہماں ہوگا　　عیش و عشرت کا میسر مجھے ساماں ہوگا

جبکہ وحشت کا اثر دل میں نمایاں ہوگا　　نکہت گل سے دماغ اور پریشاں ہوگا

جلوہ گر جب وہ میرے گھر شہ خوباں ہوگا　　تعدا سے پر کیسہ داماں ہوگا

رشک گلزار ارم غیرت رضواں ہوگا　　تعد عیسیٰ جو کبھی سوئے گلستاں ہوگا

جبکہ عیسیٰ کا دلا سایہ داماں ہوگا　　بے شبہ پاک گناہوں سے وہ انساں ہوگا

رشک فردوس میرا کلبہ احزاں ہوگا　　رونق افروز سے گھر جو وہ جاناں ہوگا

اُس کی الفت میں جو ہوںگی میری آنکھیں گریاں　　قطرہ اشک میرا گوہر غلطاں ہوگا

نام لیتے میں تیرا ہو کہ شب و روز بشر　　باغ فردوس میں جانا اُنہیں آساں ہوگا

موت کی فکر نہوگی میں ہونگا زندہ　　وہ مسیحا جو میرے حال کا پرساں ہوگا

وقت یاد میں نکلا جو کوئی گوہر اشک　　فخر نیساں یہہ میرا دیدہ گریاں ہوگا

پاک کر خوں سے مجھے اپنے مسیح مصلوب　　ورنہ بندہ یہہ گناہوں سے پشیماں ہوگا

درد دل کی نہ میری جبکہ خبر تو ہووے　　پھر بھلا کون میرے حال کا پرساں ہوگا

تجھ سے انکار جو کرتا ہے تو روز محشر　　واقعی شخص وہ اُس وقت پشیماں ہوگا

خیر سے بندہ مقصود کو پہنچیگا وہی　　جسکی کشتی کا مسیحا تو نگہباں ہوگا

ہر گلی کوچے سے آئیگی صدا اے عیسیٰ　　جبکہ جلوہ تیری قدرت کا نمایاں ہوگا

تو نہ دیوے گا اگر مجھ کو حیات ابدی　　دیکھنا حال میرا اور پریشاں ہوگا

اپنی اور تیری اُنھا کرکے جو آتا ہے صلیب　　گلشن خلد میں داخل وہی انساں ہوگا

رازِ نیت کا کھلے گا بھی نایاب　　جلوہ گر آنکھوں میں جب دم نزع ناباں ہوگا

اشتہار

دو اوورسیر جو رڑکی کے پاس یافتہ اور تجربہ کار ہوں فیروزپور کے ضلع کے لئے مطلوب ہیں تنخواہ ۶۰ روپیہ اور سفرخرچ ۳۰ روپیہ ماہوار - صرف وہ شخص درخواست کرے جو درحقیقت پاس یافتہ اور چند سال کا کارآزمودہ ہووے - سندات معہ نقشہ بخدمت صاحب سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ بھیجدے - +

اشتہار

پانچ ہوشیار مستری جو مستری کا کام خود ہاتھ سے کرسکتے ہوں اور عمارت کی تعمیر اور اسٹیمٹ اور نیز مرمت کرانے کا کام جانتے ہوں ضلع فیروزپور میں مطلوب ہیں یہہ مستری ہاتھ سے کام نہیں کرینگے صرف بطور سب اوورسیر کے ہونگے الا مستری کہلائینگے جو درحقیقت اُس کام کو ہاتھ سے کرسکتے ہوں تنخواہ ۱۵ ماہوار ملیگی درخواست معہ سندات بخدمت صاحب سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ فیروزپور بھیجدیں - +

امریکن مشن پریس لودیانہ میں پادری سی - بی نیوٹن صاحب کے اہتمام سے چھپا